قرآن کا معیارِ حلت و حرمت
اور
تمباکو

(1)

از ابن احمد

خدا کا انسانوں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے انسان کو عقل و شعور عطا فرما کر اسے حیوانوں سے ممتاز کیا اور اس کی رہنمائی کے لئے علم کا بے پایاں خزانہ، قرآن اتارا اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ علم ہر انسان کے لئے قابلِ عمل اور قابلِ فہم ہے ایک انسان کو اس کا عملی نمونہ بنا کر اپنا رسول بنایا اور اسطرح بنی نوع انسان کو ابد الآباد تک کے لئے ایک ایسا ضابطہ حیات عطا کر دیا جو ہر ملک و قوم اور رنگ و نسل کے لئے زندگی کے فکری، مادی اور روحانی پہلوؤں میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اگر انسان عقلِ سلیم سے کام لے کر خود دیکھ سمجھ کر پڑھے اور اس کی ہدایت پر عمل کرے۔ قرآن میں اتارے ہوئے اللہ کے دینِ حق کو ترمیم و اضافہ کے ہر نقص سے پاک دیگر کسی علم یا انسان کی رہنمائی سے بے نیاز اور آخری اور کامل نعمت سمجھے۔

دورِ حاضر میں، جسے اگر علم و عقل کی معراج کا دور کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، انسان عقلِ سلیم سے محروم ہو کر اپنے آباء و اجداد کی کورانہ اور اندھی تقلید کی بنا پر جاہلیت کے جس گڑھے میں پڑا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے انسانیت

ہلاکت کے دہانے تک پہنچ چکی ہے اور اس سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اپنے خدا کے خالص علم قرآن کی مکمل رہنمائی میں عقل سلیم سے کام لے کر اس صراط مستقیم پر گامزن ہو جو انسان کی فطرت کے مطابق اور اس کو کامیابی کی آخری منزل تک پہونچانے کی ضامن ہے۔

قرآن جس طرح فکری اور روحانی تعمیر و ترقی کے لئے رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ اسی طرح مادی اور جسمانی حیات انسانی کے ارتقاء اور تعمیر کے لئے بھی ایسے مکمل اور ناقابل تغیر و تبدل اصول و ضوابط دیتا ہے جسے انسان اگر اپنے سامنے رکھے۔ ان پر غور کرے اور ان کے مطابق اپنے نظام حیات کی مرتب کرے تو بیماری اس کے قریب نہیں آسکتی خواہ وہ جسمانی بیماری ہو یا روحانی یا دماغی، ان ضوابط میں سب سے اہم اور تمام حیات انسانی پر حاوی وہ ضابطہ ہے جسے ہم حلت و حرمت کا ضابطہ کہہ سکتے ہیں یہ انسان کی پوری جسمانی فکری اور روحانی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور اس ضابطہ کو سامنے رکھ کر ہم اپنی عقل سلیم سے کام لے کر۔ علم و سائنس کے اس دور میں خصوصاً اکل و شرب کی حدیں متعین کر سکتے ہیں اور حلال و حرام کی وہ کسوٹی حاصل کر سکتے ہیں جس پر رکھ کر ہم اپنے کھانے پینے سے متعلق ہر شے کی حلت و حرمت کا بغیر کسی روایتی اور فقہی موشگافی کے فیصلہ کر سکتے ہیں۔

قرآن نے اپنا یہ ضابطہ اب سے چودہ سو سال قبل کے عرب معاشرے میں اس وقت بیان کیا جب بزعم خود نام نہاد ملت ابراہیمی کے نام لیوا جوئے جگر اور شراب کے شکنوں میں ڈھیلے ہوتے تھے اور ان کے کثرت رواج نے نہ صرف ان کی معزولیوں اور گناہوں پہ پردے ڈال دیئے تھے بلکہ انھیں نیکی سمجھ کر عوام الناس کے منافع کا ذریعہ بنا لیا گیا تھا اور اپنی دانست

بھی ان سے کچھ فائدے وہ حاصل بھی کر رہے تھے۔ مثلاً قحط اور خشک سالی میں شراب پی کر جوا کھیلنے بیٹھتے تو ہر جیتنے والا اپنے پیسے کو غریبوں میں تقسیم کر دیتا۔ نشے کی حالت میں کسی کا بھی کوئی جانور پکڑ کر ذبح کر لیتے اور پھر اس کی منہ مانگی قیمت مالک کو اور اس کا گوشت فقراء و مساکین کو دیدیتے۔

جب انسانیت کے لئے ایک کامل ضابطے کا نزول ہوا تو لوگوں کے ذہن میں جو شراب اور جوئے کے نقصانات سے واقف تھے۔ سوال پیدا ہوا کہ ان کے سلسلے میں خدا نے کیا ضابطہ دیا ہے تو اس لئے قرآن نے حلت وحرمت کے عام اور عالمگیر قانون کو بیان کرنے کے موقع پر ان پر بھی انگلی رکھدی اور بتادیا کہ دیکھو یہ اس قانون کی زد میں آتے ہیں یا نہیں۔

قرآن اپنا یہ قانون سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۹ میں سوال کرنے والوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس طرح بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ نشے اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان سے کہدو کہ ان میں برائی بہت ہے اگرچہ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لئے۔ لیکن ان کی برائیاں ان کے فائدوں سے زیادہ ہیں۔

در حقیقت مقصود اس ضابطے کا بیان کرنا تھا کہ جس چیز کے گناہ یا برائیاں اس کے فائدوں سے بڑھ جائیں وہ انسان کے لئے ممنوع یعنی حرام ہے۔ خواہ وہ کوئی عمل (میسر) ہو یا غذا اور اکل و شرب سے متعلق (خمر) کوئی شئے ساتھ ہی یہ بات بھی سامنے آگئی کہ قرآن کسی بات کو واضح کرنے کے لئے علامتی [illegible] زبان میں گفتگو کرتا ہے جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں میسر ایک عملی علامت کے ذکر کیا گیا تو خمر ایک مادی یعنی غذا سے متعلق علامت کے طور پر۔ یہ انداز قرآن ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام صحیفوں میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے فرق اتنا ہے کہ قرآن کے بیانات کی آفاقیت اور لچک مانند نہیں

پڑھی جبکہ دیگر صحائف گرد آلود ہو گئے۔

اس ضابطے کو سامنے رکھ کر ہم موجودہ معاشرے کے تمام رواجوں اور غذاؤں کو پرکھ سکتے ہیں اور حلال وحرام کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ان ہی میں لاٹری اور تمباکو بھی ہیں۔ لاٹری پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے۔ لیکن تمباکو کھانا اور پینا جو ہمارے معاشرے کی سب سے عام بڑی اور پسندیدہ خرابی ہے اس پر لکھنے کی جرأت ہمارے علماء میں دو وجوہات سے نہیں ہے۔ اوّلاً یہ کہ طبقہ علماء کثرت سے خود اس میں مبتلا ہے ثانیاً امت کے بیشتر نام نہاد دینداروں کے ہاتھ میں اسکی تجارت ہے اور ان سے علماء کے اغراض وابستہ ہیں۔

اس امر پر تمام اطباء، ڈاکٹر اور وید متفق ہیں کہ تمباکو کھانے اور پینے میں افادیت کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو نمایاں ہوں۔ اس کے برخلاف اس کی مضرتیں ظاہر و باہر ہیں جنہیں اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو ایک مستقل رسالہ بن جائے ہم یہاں اس کی صرف وہ مضرتیں بیان کرینگے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

پہلی اور نمایاں مضرت اس کا وہ نشہ ہے جو ہر شخص پر طاری ہو جاتا ہے، جو اس کا عادی نہ ہو اور اس کا ذریعہ اس میں پایا جانے والا وہ مادہ ہے جسے نکوٹین (NECOTINE) کہتے ہیں۔ کھانے میں تمباکو کا استعمال ایک خاص پہلو سے پینے سے زیادہ زہریلا اور ہلاکت خیز ہے اس سے نشہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس کے اثرات بھی نہایت درجہ خطرناک اور برے ہوتے ہیں لیکن ایک دوسرے رخ سے اس کا پینا کھانے سے بھی خوفناک اور مہلک اثرات مرتب کرتا ہے۔

(جاری)